

اصلاح و دعوت

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر

جماعتی زندگی کا مفہوم اور اس کی اہمیت

بلاشبہک وشبہ مذہب اسلام نے جماعتی زندگی پر بڑا زور دیا ہے اور جماعتی زندگی کے ترک کو اسلامی زندگی کے ترک سے تعبیر کیا ہے جس کا نتیجہ سوائے خسران اور عذاب جہنم کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ (معاذ اللہ) اور حدیث 'من شذ شذ فی النار' (ترمذی، ۲۹/۲ و مشکوٰۃ ۳۰/۱) کا بھی مطلب ہے اور دوسری حدیث میں واضح گاف الفاظ میں رسول برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

فانه ليس احد يفارق الجماعة شبرا فيموت الا مات ميتة جاهلية (متفق علیہ)
 ”جو شخص بھی جماعت سے ایک بالشت بھرا لگ ہوا اور اسی حالت میں اس کی وفات ہوگئی تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔“

اور ظاہر ہے کہ ایسی زندگی اسلامی زندگی کے سراسر مخالف ہے، کیونکہ اسلامی زندگی کی روح ہی یہ ہے کہ مومن کی حیات و موت، اس کی عبادت اور عمل صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا جوئی کے لیے ہو اور بس۔ اس کا جو قدم بھی اٹھتا ہو، اپنے ذوالمنن کے شوق دیدار کے لیے اٹھے، اور اس کے لبوں سے جب بھی کوئی بات نکلے تو صرف حق تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لیے۔ اور کیوں نہ ہو، اس کو تو سبق ہی یہ ملا ہے: 'قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العلمین'۔

یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہے کہ اسلام کی نگاہ میں جماعتی زندگی کا معنی اور مطلب کیا ہے اور اسلام جماعتی زندگی کس زندگی کو کہتا ہے؟ اسلامی تعلیم کی رو سے جماعتی زندگی یہ نہیں کہ باہم مل کر تفریح طبع کے لیے کوئی کلب بنالیا جائے اور فرصت کے اوقات میں وہاں جمع ہو کر خوش گپیاں ہانکی جائیں اور دل کی امنگیں نکالی جائیں یا اتفاق کر کے کوئی اکھاڑ اور ورزش گاہ تجویز کر لی جائے جہاں صبح وشام اکٹھے ہو کر ورزش کی جائے یا کشتی لڑی جائے یا اصلاحی نام پر کوئی ادارہ یا انجمن بنالی جائے اور صلاح مشورہ سے اپنے مزمومہ اور مفروضہ دنیوی اغراض و مقاصد کو بروئے کار لایا جائے، یا کوئی کمیٹی ترتیب دی جائے جس کے ذریعے ووٹوں کی دنیا میں اپنے مقصد پہنچا کو عملی جامہ پہنایا جائے، یا قرآن و سنت اور فقہ اسلامی سے مستغنی ہو کر اپنے خود تراشیدہ اور خانہ ساز اصول کے تحت کوئی سوسائٹی وضع اور اختراع کر لی جائے جس میں ملکی، قومی، سیاسی، اقتصادی، معاشی، اور معاشرتی مفاد کو انجام دینے کی سعی اور کوشش کی جائے یا اسی قسم کی کوئی اور اجتماعی صورت اختیار کر لی جائے جس

_____ ماہنامہ الشریعہ (۶) اگست ۲۰۰۷ _____

میں زندگی کے لائحہ عمل پر غور و خوض کیا جائے۔ اگرچہ ان تمام صورتوں میں نظر بہ ظاہر اجتماعی زندگی تو موجود ہے لیکن اسلامی نقطہ ہائے نظر سے یہ اس اجتماعی زندگی کی مصداق ہرگز نہیں جو اسلام کو مقصود و مطلوب ہے بلکہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ امت مسلمہ کی یک جہتی و اجتماع، اس کا اتفاق و اتحاد، اور اس کا نظم و ضبط محض خدا تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کی خوشنودی کے لیے ہو، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کے لیے ہو، قرآن و حدیث کی سر بلندی کے لیے ہو، خلافت راشدہ کے قیام اور اس کی بقا کے لیے ہو، سلف صالحین کے بہترین طرز زندگی کے احیا کے لیے ہو، اور ملت کے ایک ایک فرد کی کوشش و کاوش، سعی و عمل، تپش و خلش اور سوز و گداز جو ان کے قلب عشق آمیز کی گہرائیوں سے ابھر کر لب آتش نواتک آپہنچا ہو اور جس کی بدولت جذب و اثر کی دنیا رقص کرتی دکھائی دے، صرف اور صرف اطاعت خدا اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہو، کتاب و سنت کے لیے ہو، اسلام کی رفعت اور کامیابی کے لیے ہو۔

جس وقت اور جس قدر یہ آرزو بلند اور پاکیزہ تھی، اس وقت یہ امت مسلمہ اور اس کا ایک ایک فرد ہمہ تن رضائے خداوندی، پیروی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تبلیغ اسلام میں منہمک تھا، مگر ان کی تبلیغ و سعی محض زبان کی شریانی اور قلم کی روشنائی ہی کی رین منت نہ تھی بلکہ اس میں خون جگر کی سرخی اور دل کی سوزش بھی شامل تھی۔ وہ باوجود اختلاف استعداد کے اسلام کے صاف و شفاف چشمہ سے مستفید ہو کر سب عالم کو منور کرنے کے درپے تھے۔ ایک بجلی تھی جو سب میں کوند رہی تھی، ایک بے قرار روح تھی جو سب میں تڑپ رہی تھی، سیما کی طرح نہ ٹھہرنے والا دل تھا جس نے سب کو بے قرار کر دیا تھا۔ وہ بے سرو سامان تھے مگر منظم حکومتیں ان سے لرزتی تھیں، تاج و تخت کے مالک ان سے تھراتے تھے۔ وہ تھوڑے تھے مگر غالب و منصور تھے۔ وہ پیدل تھے مگر برق رفتار تھے۔ وہ بعض دفعہ اکیلے ہوتے مگر ہزاروں پر بھاری رہتے تھے۔ نور تو حید کا جذبہ، مخلوق خدا کی ہدایت اور اصلاح کا ولولہ اور کائنات کی رہنمائی کی فکر ہر ایک قلب میں پیوستہ تھی جس کے سبب خدا تعالیٰ کے نام کی سر بلندی، اطاعت رسول کا جذبہ، مخلوق کی صحیح ہمدردی اور ہر کام میں خدا تعالیٰ کی رضا طلبی کا جوش ان میں کام کر رہا تھا۔ وہ جو کچھ بھی تھے، جہاں بھی تھے اور جیسا کچھ بھی کیا کرتے تھے، ان کے ہر کام سے مقصود اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور دنیا کی درستی تھی اور بس۔ ان کی دوستی اور مودت بھی محض خدا تعالیٰ کے لیے ہوتی تھی اور ان کی عداوت و دشمنی بھی صرف خدا کے لیے ہوتی تھی۔ وہ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا مجسم پیکر تھے۔ ان کی یہ صفت تھی کہ:

رہ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ ان کی	فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ ان کی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی	شریعت کے قبضے میں تھی باگ ان کی
جہاں کر دیا نرم نرم گئے وہ	جہاں کر دیا گرم گرم گئے وہ
کفایت جہاں چاہیے واں کفایت	سخاوت جہاں چاہیے واں سخاوت
چیچی اور تلی دشمنی اور محبت	نہ بے وجہ الفت، نہ بے وجہ نفرت
جھکا حق سے جو جھک گئے اس سے وہ بھی	رکا حق سے جو رک گئے اس سے وہ بھی

اسلام میں جس اتفاق و اتحاد اور جماعتی زندگی کو ملحوظ رکھا گیا ہے، وہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمائی ہے:

_____ ماہنامہ الشریعہ (۷) اگست ۲۰۰۷ _____

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا (آل عمران: ۱۰۳)

”اور تم اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔“

یعنی اللہ تعالیٰ کی اس مضبوط اور متین رسی کو جو قرآن مجید اور دین قیم کے نام سے موسوم ہے، پوری قوت اور طاقت کے ساتھ پکڑو۔ یہ عروہ وثقی اور محکم رسی ٹوٹ تو سکتی نہیں، لا انفصام لہا، ہاں حرماں نصیبوں کے ہاتھوں سے چھوٹ سکتی ہے۔ اگر مسلمان سب مل کر اجتماعی قوت اور امکانی طاقت سے اس کو پکڑ لیں گے تو کبھی کسی باطل اور طاغوتی طاقت سے بفضلہ تعالیٰ ان کو کوئی گزند اور تکلیف نہیں پہنچے گی اور نہ کوئی شیطان صفت اپنی شیطنت اور شر انگیزی میں کبھی کامیاب ہو سکے گا اور انفرادی زندگی صالح ہونے کے علاوہ امت مسلمہ کی اجتماعی اور قومی قوت بھی بڑی مضبوط اور ناقابل اختلال ہو جائے گی اور قرآن و سنت سے تمسک کرنے کی برکت سے تمام بکھری ہوئی قوتیں جمع ہو جائیں گی اور مردہ قوموں کو ابدی زندگی اور حیات تازہ حاصل ہوگی۔ آہستہ آہستہ جو اس کیف سے معمور اور شراب حق کے نشہ سے مخمور ہوگا، اس کے دل سے اسلام کی اجنبیت دور اور بے گانگی کا فور ہو جائے گی۔ صدائے حق کی کشش اور نوائے صدق کی سریلی بانسری ضرور نیب دلوں پر اثر کرے گی۔ کان والے اسے سنیں گے اور جو سنیں گے سر دھنیں گے۔ اسلام کی رفعت اور سر بلندی کے لیے وہ اپنے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہن کر اور اپنے پاؤں میں زنجیروں کے بوجھل حلقے ڈال کر اور اپنے نرم و نازک جسم کو چور چور کر دیا کر بلکہ اکثر اوقات دار و رسن کے نیچے کھڑے ہو کر بھی وہ ایسی لذت محسوس کرتے ہیں جو شاہ ہفت اقلیم کو سلطنت کا سنہری تاج پہن کر بھی کبھی حاصل نہیں ہو سکتی، کیونکہ وہ اپنی بقا کا راز ہی اسی میں سمجھتے ہیں کہ:

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے

جسے جینا نہیں آتا، اسے مرنا نہیں آتا

(تبلیغ الاسلام، حصہ اول، ص ۳۳ تا ۳۷)

جامعہ حفصہ کا سانحہ

حالات و واقعات اور اثرات و نتائج کا ایک جائزہ

از قلم: ابوعمار زہد الراشدی

صفحات: ۸۰

[۲۵ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں]

ناشر: الشریعہ اکادمی (پوسٹ بکس ۳۳۱) گوجرانوالہ

ماہنامہ الشریعہ (۸) اگست ۲۰۰۷